حج کی فرضیت اور فضیلت

مدرّس: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ :

((اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ عَلَیْکُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا)) فَقَالَ رَجُلٌ: اَکُلَّ عَامٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ فَسَکَتَ، حَتّٰی قَالَھَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ :((لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ)) ثُمَّ قَالَ :((ذَرُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ، فَاِنَّمَا ھَلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ بِکَثْرَۃِ سُؤَالِھِمْ وَاخْتِلَافِھِمْ عَلٰی اَنْبِیَاءِ ھِمْ، فَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِشَیْءٍ فَاْتُوْا مِنْہُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَھَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَدَعُوْہُ)) (۱)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور اس میں فرمایا:
''اے لوگو! تم پر اللہ نے حج فرض کیا ہے' لہٰذا اس کو ادا کرنے کی فکر کرو'۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہر سال حج کرنا ہم پر فرض کیا گیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں سکوت فرمایا (اور کوئی جواب نہیں دیا)' یہاں تک کہ اس شخص نے تین دفعہ اپنا سوال دہرایا' تو رسول اللہ ﷺ نے (ناگواری کے ساتھ) فرمایا: ''اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں ''ہاں'' کہہ دیتا تو یہ ہر سال فرض ہو جاتا اور تم ادا نہ کر سکتے''۔ اس کے بعد آپؐ نے ہدایت فرمائی: ''کسی معاملہ میں جب تک میں خود تم کو کوئی حکم نہ دوں تم مجھ سے حکم لینے (اور سوال کر کر کے اپنی پابندیوں میں اضافہ کرنے) کی کوشش نہ کرو۔ تم سے پہلی اُمتوں کے لوگ اسی لیے تباہ ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے بہت سوال کرتے تھے اور پھر ان کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ لہٰذا (میری ہدایت یہ ہے کہ) جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی تعمیل کرو اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس کو چھوڑ دو۔''

اسلام کی عمارت کے پانچ ستون ہیں۔ شہادتین کا اقرار کر کے آدمی اسلام قبول کرتا ہے' پھر اس پر نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج فرض ہو جاتے ہیں۔ جو مسلمان صاحب نصاب نہ ہو وہ نہ زکوٰۃ دینے کا مکلّف ہے نہ حج کرنے کا۔ البتہ مالی وسعت رکھنے والے مسلمان پر حج کرنا فرض ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿**وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا**ؕ﴾ (آل عمران:۹۷) ''اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج فرض ہے اُن لوگوں پر جو اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔''

راجح قول کے مطابق حج ۹ ھ میں فرض ہوا۔ ۱۰ ھ میں رسول اللہ ﷺ نے خود حج کیا۔ آپؐ کے ساتھ اس وقت صحابہ کرام ؓ کی بہت بڑی تعداد تھی۔ اس حج کی ادائیگی کے صرف تین ماہ بعد آپؐ نے اس دنیائے فانی سے الرفیق الاعلیٰ کی طرف مراجعت کی۔ یوں یہ حج ''حجۃ الوداع'' تھا۔ صحابہؓ نے آپؐ کے ساتھ مل کر حج کیا اور

(۱) صحیح مسلم' کتاب الحج' باب فرض الحج مرۃ فی العمر۔

تمام مناسک حج سیکھ لیے اور اسی طریقے کے مطابق مسلمان ہر سال بیت اللہ کا حج کرتے ہیں۔ تمام دیگر عبادتوں کی طرح حج بھی اللہ کی خوشنودگی کے لیے کیا جاتا ہے۔ حج کے تمام مناسک حضرت ابراہیم اور بی بی ہاجرہ علیہما السلام کے اُن افعال کی یاد میں ادا کیے جاتے ہیں جو انہوں نے مکہ کی سرزمین میں کیے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:
﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ؕ﴾ (البقرۃ:١٦٥) ''اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رکھتے ہیں''۔ حج کے ارکان کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا مظہر ہے' اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے' جبکہ اس کے علاوہ نفلی حج بھی کر سکتے ہیں۔

زیر درس حدیث کے مطابق جب نبی اکرم ﷺ نے حج کی فرضیت کا اعلان کیا تو ایک صحابی اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ نے پوچھ لیا کہ حج کرنا ہر سال فرض کیا گیا ہے؟ اس پر آپؐ خاموش رہے' مگر ان صحابی نے اس سوال کو دوسری اور پھر تیسری مرتبہ دہرایا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں ''ہاں'' کہہ دیتا تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔ معلوم ہوا کہ پوچھنے والے کا یہ استفسار آپؐ کو ناگوار گزرا۔ پھر آپؐ نے اس حوالے سے یہ خصوصی ہدایت فرمائی کہ کسی معاملہ میں جب تک میں خود تم کو کوئی حکم نہ دوں تو تم مجھ سے سوال کر کے حکم لینے کی کوشش نہ کرو' کیونکہ اس طرح کے سوالوں کے جواب میں پابندیاں لگتی جاتی ہیں جو عمل میں دشواری پیدا کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ تم سے پہلی اُمتوں کے لوگ اسی لیے تباہ ہوئے کہ وہ اپنے نبیوں سے سوال بہت کرتے تھے اور پھر جب جواب میں وضاحت آتی تھی تو اس کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ اس کی مثال سورۃ البقرۃ میں مذکور ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کو کہا تو انہوں نے بار بار سوال کر کے گائے کے متعلق تفصیلات پوچھیں۔ ان کے بار بار پوچھنے پر تفصیلات اور شرائط بتائی گئیں تو ان تمام شرائط والی گائے تلاش کرنا ان کے لیے مشکل ہو گیا۔ اور اگر وہ سوال نہ کرتے تو بس جو گائے بھی ملتی اس کو ذبح کر دیتے اور مشکل میں نہ پڑتے۔ یوں حضور ﷺ نے اپنی اُمت کو تعلیم دی کہ جو حکم ملے اُس پر نیک نیتی کے ساتھ عمل کرو اور اُس میں طرح طرح کے اضافے نہ کرو۔

حج کرنا ہر صاحب استطاعت پر فرض ہے۔ لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ اللہ بلائے گا تو حج کرنے جائیں گے' مگر یہ اُن کا بہانہ ہوتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اہمیت سے واقف ہوں تو ہرگز یہ بات نہ کہیں' کیونکہ اللہ قرآن میں حکم دے چکا کہ ہر صاحبِ استطاعت مسلمان حج کرے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تلقین فرما دی۔ اب کسی مالدار آدمی کو اللہ کس طرح بلائے گا؟ حالانکہ اللہ تو حج کے لیے حکم دے چکا جس طرح اس نے نماز روزے کا حکم دیا۔ اسی طرح کچھ لوگ یہ عذر بتاتے ہیں کہ ہمیں ابھی مکان بنانا ہے' بیٹوں' بیٹیوں کی شادیاں کرنی ہیں اور ان کاموں کے لیے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ ایسے لوگ بھی احکامِ شریعت کی اہمیت سے واقف نہیں۔ حج کرنا تو ہر اُس شخص پر فرض ہے جس کے پاس مکّہ مکرّمہ آنے جانے' وہاں رہنے اور گھر میں بال بچوں کی ضروریات کے لیے رقم موجود ہو۔ علاوہ ازیں اُس کی غیر حاضری میں اُس کے گھر کی دیکھ بھال کا بھی انتظام ہو اور اس کی صحت بھی اجازت دیتی ہو۔ جبکہ غریب اور نادار آدمی پر حج فرض نہیں ہے اور نہ ہی اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ہر مسلمان کو بشرطِ استطاعت حج کا ارادہ رکھنا چاہیے' غلط اور ناجائز ذرائع سے حج پر جانا مناسب نہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وہ فرض کی ادائیگی پر نہ صرف خوش ہوتا ہے بلکہ ادا کرنے والے کو اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ)) (صحیح الجامع الصغیر) ''جس آدمی نے حج کیا اور اس میں نہ تو کسی شہوانی اور فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک وصاف ہو کر واپس لوٹے گا جیسا اُس دن تھا جس دن اُس کی ماں نے اسے جنا تھا''۔ گویا حج کو پورے آداب کے ساتھ ادا کرنا اتنی فضیلت کا باعث ہے کہ اُس سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی ترغیب دی ہے کہ جب تم کسی حج کرنے والے سے ملو تو اُس کو اپنے گھر پہنچنے سے پہلے سلام کرو' مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کے لیے کہو' کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہو چکا ہے (مسند احمد)۔

حج کے لیے رزقِ حلال کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے' کیونکہ دعاؤں اور عبادتوں کی قبولیت کا دارو مدار رزق حلال پر ہی ہے۔ جس شخص کے جسم پر ایسا کپڑا ہو جس کو حرام مال سے خریدا گیا ہو یا حرام طریقے سے حاصل کیا گیا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر ہوگا اُس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اسی طرح حج بھی وہی مقبول و منظور ہے' جو حلال اور پاکیزہ کمائی سے کیا گیا ہو۔

حج تو زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے' مگر یہ اس قدر اجر وثواب کی عبادت ہے کہ اس کے بار بار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''حج اور عمرہ پے در پے کیا کرو' کیونکہ حج اور عمرہ دونوں محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے' اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔'' (جامع الترمذی' سنن النسائی) حج مبرور حلال کمائی سے کیا ہوا مقبول حج ہے۔

حج تو ذوالحجہ کے متعین ایام میں ہی ہوتا ہے۔ عمرہ سال کے باقی دنوں میں جب چاہیں کر سکتے ہیں۔ حج میں وقوفِ عرفات بڑا رکن ہے' اس کے علاوہ منیٰ میں قیام' مزدلفہ میں رات گزارنا اور جمرات پر کنکریاں مارنا بھی ہوتا ہے جبکہ عمرہ میں یہ افعال نہیں ہوتے۔ فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا ارادہ کریں تو شیطانی وسوسہ آڑے آتا ہے کہ اس طرح رقم کم ہو جائے گی' مگر حقیقت یہ ہے کہ صدقات اور زکوٰۃ سے رقم کم نہیں ہوتی۔ سود سے رقم بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے' حالانکہ سود بے برکتی کا باعث ہوتا ہے۔ سود رقم بڑھاتا نہیں کم کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ﴾ (البقرۃ: ۲۷۶) ''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا اور صدقات کو بڑھاتا ہے''۔ پس شیطانی وسوسہ نری گمراہی ہے اور اللہ کا فرمان سچا ہے۔ اسی طرح جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حج پر رقم خرچ ہوگئی تو بچت کم ہو جائے گی' وہ غلطی پر ہیں' اس لیے کہ قبل ازیں بیان کردہ حدیث میں جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ حج مبرور کا صلہ اور ثواب جنت ہے وہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حج اور عمرہ بار بار کیا کرو اس طرح محتاجی دور ہوگی' یعنی حج اور عمرہ ناداری کا باعث نہیں بنتا بلکہ اس سے فراخی ملتی ہے۔ رازق تو اللہ ہے' حج اور عمرے پر سرمایہ خرچ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ دولت بھی دیتا ہے اور برکت بھی۔ جو لوگ حلال کمائی کے ساتھ حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں وہ اس حقیقت کی شہادت دیں گے کہ ان کی بچت میں اضافہ اور آمدنی میں وسعت آئی ہے۔

(باقی صفحہ 81 پر)